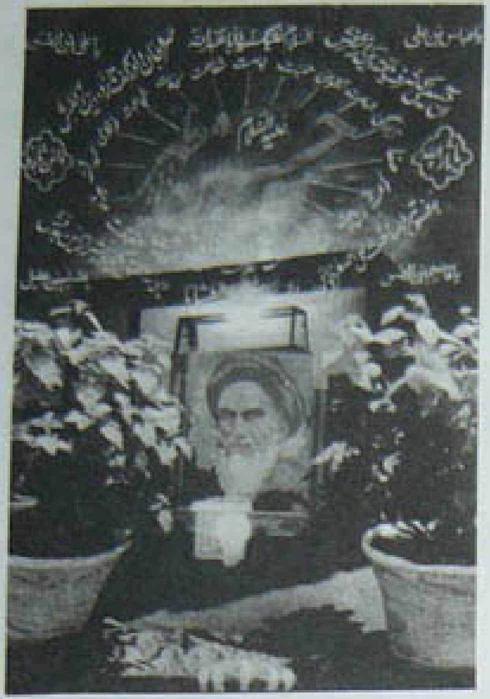

خرداد سے خرداد تک

ایرانی تقویم وکلنڈر کے مطابق ماہ خرداد ہجری شمسی سال کا تیسرا اور موسم بہار کا آخری مہینہ ہے لیکن انقلاب اسلامی ایران کی تاریخ میں اس مہینے کو غیر معمولی اہمیت حاصل رہی ہے اور ایرانی عوام اس مہینے میں رونما ہونے والے حوادث سے براہ راست متاثر رہے ہیں۔

خرداد اوّل: ایران کی شاہی حکومت کی ظالمانہ راہ وروش اپنے شباب پر تھی اور مغربی سامراج پورے ملک پر سایہ فگن تھا۔ ملت اسلامیہ ایران شاہی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں سامراج غلامی سے جاں بلب ہو چکے تھے اور ان پر مظلومانہ ودردانگیز خاموشی طاری تھی اور ہر ایرانی کی یہی خواہش تھی کہ آزادی واستقلال کا سورج نمودار ہو جائے اور انہیں وحشیانہ مظالم اور جان لیوا گھٹن کے ماحول سے نجات مل جائے۔ دوسری طرف سامراج کی غلامی کو سرمایہ افتخار سمجھنے والے ایرانی حکام اس کوشش میں ہمہ تن سرگرم تھے کہ وہ اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایرانی عوام کے مادی اور معنوی سرمایہ کو ان لٹیروں کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرتے رہیں چنانچہ نوبت یہ آگئی کہ اس وقت کی ایران کی نمائشی پارلیمنٹ نے ایران میں مقیم امریکی شہریوں کو زیادہ سے زیادہ سہولت فراہم کرنے کی غرض سے خصوصی مراعات پر مشتمل Capitulation نامی مسودۂ قانون کو منظوری دینے کی کوشش کی۔ اس مسودۂ قانون کی منظوری کے بعد تہران میں مقیم امریکی شہریوں پر ایران کا کوئی بھی قانون لاگو نہ ہوتا اور ایران کی کسی بھی عدالت کو یہ حق حاصل نہ ہوتا کہ وہ کسی امریکی کے خلاف، چاہے اس نے کتنا ہی بڑا جرم کیوں نہ کیا ہو، کسی مقدمہ کی سنوائی کر سکے۔ بہرحال ایرانی عوام شاہی حکومت کی امریکہ غلامی اور مختلف النوع بدعنوانیوں سے عاجز تھے اور اس مسودہ قانون کو دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو مکمل یقین ہو گیا کہ اب حکومت کی سرپرستی میں امریکی باشندے ایرانیوں کے ساتھ ہر طرح کی بدسلوکی کے لئے پوری طرح آزاد ہیں۔

غرض کہ خصوصی مراعات پر مشتمل اس معاہدہ کی خبر سے ایرانیوں پر غیر معمولی مایوسی چھا گئی۔ ایسے ماحول میں نہایت ٹھوس اقدام کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور ایسے حالات میں جو شخص آزادی وخود اعتمادی کی آواز بلند کرتا ہے، وہ ہر اعتبار سے یگانۂ روزگار ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اس شرمناک معاہدہ کے خلاف خانوادۂ حسینؑ مظلوم سے وابستہ خمینی بت شکن نے زوردار آواز بلند کی اور اپنی تقریروں کے ذریعہ ایرانی عوام کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا شروع کیا کہ شاہی حکومت ملت اسلامیۂ ایران کے ساتھ خیانت کر رہی ہے۔ اب ایرانیوں کی عزت وآبرو اور ان کا دین ومذہب سب کچھ خطرے میں ہے اور اگر کوئی امریکی باورچی کسی بلند مرتبہ ایرانی عالم دین کو سربازار

ذلیل و رسوا کر دے تو بھی ایرانی حکومت اور عوام کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ وہ کسی ایرانی عدالت میں اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکیں۔

لغوی اعتبار سے (CAPITULATION) کا مطلب ہے موافقت اور اطاعت اور اصطلاحی اعتبار سے اس کا اطلاق ایسے معاہدوں پر ہوتا ہے جس کے تحت کسی ایک ملک کے باشندوں کو دوسری مملکت میں خصوصی مراعات فراہم کی جاتی تھیں۔ ایسے معاہدے زیادہ تر یوروپی حکومتوں اور ایشیائی و افریقی حکومتوں کے درمیان ہوا کرتے تھے۔"

اس شرمناک معاہدہ کی منظوری کے بعد ایران کے عدالتی نظام اور قومی استقلال و احترام کو بڑا دھچکا لگا۔ ویسے اس سے قبل بھی ایران کی شاہی حکومت بیرونی ممالک بالخصوص امریکہ و برطانیہ کے ساتھ ایسے متعدد شرمناک معاہدے کر چکی تھی جس کی وجہ سے ملک کے قومی وقار کو بڑا نقصان پہونچا تھا لیکن یہ معاہدہ اور زیادہ مہلک نتائج کا حامل تھا۔ اسی وجہ سے امام خمینیؒ نے شاہی حکومت کے اس شرمناک اور خیانت آمیز اقدام کی بھرپور مخالفت کی اور اپنی زور دار و حق پسندانہ آواز کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی مظلومیت کی خاموشی کو توڑ دیا اور مظلوم مسلمان عوام کے گلے میں نفرت و اعتراض اور غیض و غضب کی جو آواز پھنسی ہوئی تھی وہ فلک شگاف نعروں میں تبدیل ہو گئی اور امام خمینیؒ نے سرزمین ایران میں اس صدی کے عظیم ترین حادثہ کی بنیاد رکھدی۔ ان کی آواز نے اسلام اور اسلامی ثقافت کے متوالوں کے دل میں امید کی شمع روشن کر دی اور دوسری طرف خیانت کار شاہی حکمراں لرزہ براندام نظر آنے لگے۔ انہوں نے ایرانی پارلیمنٹ کی جانب سے اس شرمناک اور ذلت آمیز معاہدے کی منظوری کے بعد قرآن مجید کی اس آیہ کریمہ کے حوالے سے "ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا"۔ ملک و ملت کے نام اپنا تاریخ ساز پیغام صادر کر دیا۔ اس انقلابی پیغام میں انہوں نے شاہی حکومت کی خیانتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"کیا ایرانی کو معلوم ہے کہ ان دنوں پارلیمنٹ میں کیا ہوا؟ کیا ملت ایران کو پتہ ہے کہ اندر ہی اندر اس پر کیسا ظلم کیا گیا ہے؟ کیا اسے معلوم ہے کہ پارلیمنٹ نے شاہی حکومت کی تجویز پر ایرانی قوم کو امریکہ کا غلام بنا دیا اور ایران کو امریکی نو آبادیاتی نظام کا حصہ قرار دیدیا؟ امریکہ کو اس بات کی سند دیدی کہ ملت اسلامیہ ایران دائرہ انسانیت سے باہر ہے اور اس کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کیا جا سکتا ہے۔ مختصر لفظوں میں یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہی حکومت نے ہمارے قومی اور اسلامی مفاخر کو چشم زدن میں نیست و نابود کر ڈالا۔"

اپنے اس انقلابی پیغام میں امام خمینیؒ نے شاہی حکومت کی خیانتوں کا پردہ فاش کرتے ہوئے مزید فرمایا"... اس شرمناک معاہدے کے بعد ایران میں مقیم فوجی اور غیر فوجی امریکی مشاورین اپنے خانوادہ و ملازمین کے ایرانی عوام کے ساتھ ہر طرح کے ظلم و جور کے لئے پوری طرح آزاد ہیں اور ایرانی پولیس ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی۔ انہیں گرفتار نہیں کر سکتی اور ایرانی عدالتوں کو بھی یہ حق نہیں کہ ان تجاوزکارانہ حرکتوں کے خلاف کسی مقدمہ یا عدالتی معاملہ کی سنوائی بھی نہیں کر سکتی۔"

امت اسلامیہ ایران کے قائد عظیم الشان کی اس آواز نے سامراج غلام ایرانی حکام کو لرزہ براندام کر دیا۔ ان لوگوں نے عوام الناس پر حکومت کا رعب و دبدبہ قائم کرنے اور لوگوں میں خوف و دہشت پھیلانے کے لئے اہم اسلامی مراکز پر حملہ کر دیا اور مدرسہ فیضیہ قم پر دھاوا بول کر وہاں علماء اور طالب علموں کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ قرآن

اور دیگر اہم مذہبی کتابوں کو نذر آتش کردیا اور دینی طالب علموں کو کئی منزلہ عمارت سے نیچے پھینک دیا اور انہیں گولیوں کا نشانہ بنادیا۔ شاہی حکمرانوں کا خیال تھا کہ ان کی اس ظالمانہ روش کو دیکھ کر ایرانی عوام کے انقلابی جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں گے لیکن ان جلادوں کو اس حقیقت کا اندازہ نہ تھا کہ امام خمینیؒ کی آواز دراصل ایرانی عوام کی آواز ہے چنانچہ امام خمینیؒ نے اس جانگداز حادثہ کے بعد اسی سال یعنی ۱۳۴۲ھ ش مطابق ۱۹۶۵ء میں یوم عاشورہ کے موقع پر اپنی دلیرانہ تقریر میں شاہ ایران کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"تو اپنی زندگی کے ۴۷ سال پورا کر رہا ہے پس اگر لوگ تجھے ظالمانہ راہ و روش اختیار کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں تو تو اسے قبول مت کر۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ایسا کام مت کر کہ جب میں تجھے ملک سے باہر نکال دوں تو لوگ تیرے جانے کی خوشی میں جشن شادی کا اہتمام کرنے لگیں بالکل اسی طرح جیسے تیرے باپ کے جانے کے بعد ایرانی عوام نے شاندار جشن منایا تھا۔ پس اے بدبخت! ایسا کام مت کر کہ تجھے بھی اسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑے۔"

امام خمینیؒ کی اس انقلابی تقریر کے بعد دوسرے دن اذان صبح سے قبل شاہی جلادوں نے ان کے گھر پر حملہ کردیا جس کا ذکر خود امام خمینیؒ نے اس انداز میں کیا ہے:

"میں نماز شب ادا کرنے میں مشغول تھا کہ اچانک شوروغل کی آواز سنائی دی۔ میں نے عبا اپنے کندھے پر ڈالی اور تیزی سے دروازہ کی طرف بڑھا کہ دیکھوں آخر ماجرا کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ گھر کے دروازہ کو عجیب طرح سے کھولا گیا ہے۔ میں نے غصہ کے عالم میں ان لوگوں سے دریافت کیا کہ آخر یہ کیسی حیوانیت ہے۔ اگر تم لوگوں کو خمینیؒ کی تلاش ہے تو آؤ خمینیؒ میں ہوں۔ ایرانی عوام نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ جلاد صفت سبھی شاہی افسران کالے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کے جوتوں میں بھی کسی قسم کی کوئی آواز نہیں تھی اور وہ بہت دھیرے دھیرے چل رہے تھے کہ کہیں لوگ جاگ نہ جائیں اور مجھکو لے جانے میں رکاوٹ پیدا کردیں اس کے بعد ان لوگوں نے مجھے ایک چھوٹی گاڑی میں بٹھادیا اور گاڑی اسٹارٹ کئے بغیر دھکا دیکر گلیوں سے نکل کر سڑک پر آگئے۔"

اس کے بعد دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں نے ان لوگوں سے کہا کہ گاڑی روکو تاکہ میں نماز صبح ادا کرلوں۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ آخر اب تم لوگ اس قدر خوفزدہ کیوں ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ایرانی عوام کے درمیان آپ بہت مقبول ہیں۔ اگر لوگوں کو آپ کی گرفتاری کی اطلاع مل گئی اور ہم لوگ ان کے گھیرے میں آگئے تو وہ ہمیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جو گاڑیاں میری گاڑی کی حفاظت کے لئے پیچھے پیچھے آرہی تھیں وہ دور تک دکھائی نہ پڑیں جس کی وجہ سے ان لوگوں پر یہ وحشت طاری تھی کہ کہیں عوام نے انہیں راستہ میں روک نہ لیا ہو۔ بہر حال میں نے بہت اصرار کیا کہ نماز پڑھنے کے لئے گاڑی روک دو لیکن ان لوگوں نے میری بات نہیں مانی۔ میں نے کہا اچھا اتنی دیر کے لئے ٹھہر جاؤ کہ میں تیمم کرلوں لیکن وہ لوگ نہیں مانے۔ اچانک کار پنچر ہوگئی۔ میں نے گاڑی سے نیچے اتر کر تیمم کیا اور گاڑی کے اندر جاکر نماز پڑھی اور تھوڑی دیر میں تہران پہونچ گئے۔" اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ "میری پوری زندگی میں وہی دو رکعت نماز تھی جو میں نے تیمم کی حالت میں قبلہ کی طرف پشت کرکے پڑھی تھی اسے ممکن ہے کہ خداوند عالم نے قبول کرلیا ہو۔"

ابھی ۱۵ ؍ خرداد کا سورج نمودار نہیں ہوا تھا کہ امام خمینیؒ کی گرفتاری کی خبر پورے شہر قم میں پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق ان کے گھر کی طرف بڑھنے

لگے۔ عوام کی بہت بڑی تعداد نے امام خمینیؒ کے فرزند شہید مصطفیٰ خمینیؒ کے ہمراہ مظاہرہ کرنا شروع کر دیا۔ ان مظاہروں میں پہلی بار مومن خواتین بھی مردوں کے ساتھ ساتھ موجود تھیں۔ ان کی گودیوں میں بچے تھے پھر بھی وہ قم کی سڑکوں پر شاہی حکومت کے خلاف احتجاجی نعرے لگا رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ قم کی سڑکوں پر عوام الناس کا سیلاب امنڈ آیا ہے اور یہ سیلاب شاہی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا۔

امام خمینیؒ نے ان جلادوں کے اس طنز آمیز جملے کا جواب دیتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا تھا: "میرے سپاہی تو اپنی ماؤں کے شکم میں ہیں۔"

شاہی حکومت کی اس ظالمانہ روش کے خلاف احتجاج اور مظاہروں کا یہ سلسلہ فقط قم تک ہی محدود نہ رہا بلکہ مشہد مقدس میں روضۂ امام رضاؑ کے صحن میں بھی مومن مظاہرین کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی اور حکومت کے جلاد صفت فوجیوں نے ان خالی ہاتھ مظاہرین پر گولیاں برسا دیں جس میں سیکڑوں بے گناہ افراد شہادت سے ہم آغوش ہو گئے اور شہید ہونے والوں میں خواتین کی تعداد زیادہ تھی۔ مظاہرین نے گولیوں کی پرواہ نہیں کی اور شاہی مظالم کے خلاف نعرے لگاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ ان کے سینوں میں برسوں سے انقلاب کی جو آگ دبی ہوئی تھی وہ پوری طرح بھڑک اٹھی اور ان کے فلک شگاف نعروں کے درمیان گولیوں اور ٹینکوں کی آواز پوری طرح گم ہو گئی اور ان جانبازوں نے پتھر اور ڈنڈوں سے سنگین بردار جلادوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

قم کے غیرت دار مجاہدوں نے ۱۵ رخرداد کو صبح ۷ بجے سے شاہی فوج کی گولہ باری کا مقابلہ کرنا شروع کیا۔ شہر کی سڑکوں پر شہیدوں کی لاشوں کے انبار جمع ہو گئے لیکن انقلابی عوام قطعی خوفزدہ نہیں ہوئے بلکہ شام ۵ بجے تک وہ ان جلادوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے اور آخر کار غروب آفتاب کے بعد یہ شہر ایک ماتم کدہ میں تبدیل ہو گیا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسا کہ یوم عاشورہ گزرنے کے بعد شام غریباں آ گئی ہو۔

جی ہاں! اس واقعہ نے واقعہ کربلا کی یاد تازہ کر دی۔ قافلہ سالار کا اغواء کیا جا چکا تھا اور ان کے اصحاب و انصار اور عاشقوں کو خاک و خون میں غلطاں کیا جا چکا تھا اور یزید وقت کے جلادوں کے درمیان قہقہوں کا سلسلہ جاری تھا۔ وہ اپنے زعم ناقص میں یہ سمجھ رہے تھے کہ اس قتل عام کے بعد ملت ایران اسلامی انقلاب اور اس کے قائد عظیم الشان سے علیحدگی اختیار کر لے گی۔

لیکن حسینؑ مظلوم کے فرزند نے ایرانی عوام کے قلوب میں ایمان کی جو شمع روشن کی تھی وہ اس قسم کے مظالم کی آندھیوں سے بجھنے والی نہیں تھی البتہ کچھ دنوں کے لئے شہیدوں کے سوگ و ماتم کے پنجے میں اس کی روشنی قدرے پوشیدہ ضرور رہی۔

واضح رہے کہ اس قتل عام کے بعد شاہی حکومت کے جلادوں نے نہایت طنزیہ انداز میں امام خمینیؒ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔ "دیکھو! ہم لوگوں نے تمہارے چاہنے والوں کا کام تمام کر دیا اور تمہارے سبھی سپاہی خاک و خون میں غلطاں نظر آ رہے ہیں۔"

امام خمینیؒ نے ان جلادوں کے اس طنز آمیز جملے کا جواب دیتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا تھا: "میرے سپاہی تو اپنی ماؤں کے شکم میں ہیں۔"

جی ہاں! امام خمینیؒ نے یہ جملہ ایسے ہی نہیں کہہ دیا تھا بلکہ ان کی عرفانی نگاہیں یہ دیکھ رہی تھیں کہ ۱۷ سال کے بعد ماؤں کے شکم اور ان کی آغوش میں

پلنے والے وہی بچے طاقتور سپاہی بن کر سامنے آ گئے۔ امام خمینیؒ کے یہ نوجوان سپاہی شاہی حکومت کے مقابلے میں سیلاب کی طرح امنڈ پڑے اور آخر کار ۲۲؍ بہمن ۱۳۵۷ھ ش ۱۱؍ فروری ۱۹۷۹ء کو موجودہ صدی کے عظیم ترین واقعہ یعنی اسلامی انقلاب کی کامیابی کو جنم دینے میں کامیاب ہو گئے اور جلاد صفت شاہ ایران اور اس کے غلاموں کو ایران سے نکل بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

خرداد دوم

یعنی ۱۴؍ خرداد ۱۳۶۸ھ ش

وقت آہستہ آہستہ گزرتا رہا اور ماہ خرداد دوبارہ آ گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مہینہ راہ حق میں چلنے والے عاشقوں کے مرشد سے وابستہ ہے۔ وہ مرد بزرگ جس کی طریقت راہ حق، جس کی شریعت کلام حق اور جس کی حقیقت وصال یار تھی۔ جو قافلہ خرداد ۱۳۴۲ھ ش روانہ ہوا تھا اور دوران سفر ہر طرح کے مصائب و آلام کو جھیلتا ہوا بڑی ثابت قدمی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف گامزن تھا اور اپنے مقصد کو حل کرنے میں پوری طرح کامیاب بھی تھا، در حقیقت اسی راہ پر پیش قدم تھا جو حسینؑ مظلوم کی راہ تھی اور جس کو حسینؑ نے نیا معنی و مفہوم عطا کیا تھا۔ جی ہاں! راہ حسینؑ اور مقصد بھی مقصد حسینؑ۔

اگرچہ دور حاضر کے یزیدیوں نے متعدد بار اس مرد عظیم کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں منہ کی کھانی پڑی کیونکہ حسینی تحریک کے اس سیلاب کو سازشوں کے ذریعہ ہرگز نہیں روکا جا سکتا تھا۔

جی ہاں! موجودہ صدی میں ہمارے اس قافلے کا قافلہ سالار وہ شخص تھا جو نسبتی اعتبار سے حسینؑ مظلوم کی اولاد میں تھا۔ جو اپنے دور میں علوی عدالت و حسینی ارمانات کا پیرو تھا جو ابدی دنیا کی طرف جانے والا تھا تاکہ اپنے وجود کو حق کی بقا کے لئے فنا کر دے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس مرد بزرگ کے خاکی جسم میں اب اتنی طاقت باقی نہ رہ گئی تھی کہ وہ ایسی عظیم روح کو اپنے وجود میں محفوظ رکھ سکے۔ یہ ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جس کی طرف انہوں نے اپنی عرفانی غزل کے ایک شعر میں اس طرح اشارہ کیا ہے۔

مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک
چند روزی قفسی ساختہ اند از بدنم

انسانی روح کا قفس عنصری سے عالم بالا کی طرف پرواز ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ جب سالک منزل مقصود تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اور وصال کی راہ طے کر لیتا ہے تو وصال معشوق یقیناً ایک نعمت حق ہے۔

جی ہاں! جسمانی طور پر امام خمینیؒ بیمار ہو گئے۔ انہیں اسپتال لے جایا گیا اور ڈاکٹروں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ امت اسلامیہ ایران کو اپنے پیرو مرشد اور رہبر و قائد کی جدائی کا غم نہ اٹھانا پڑے۔ ڈاکٹر آپریشن کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے لیکن امام خمینیؒ کے چہرے سے دوسری طرح کے آثار دکھائی دینے لگتے ہیں اور بیساختہ ان کے لبوں پر یہ کلمات آ جاتے ہیں۔

"لوگوں سے کہو کہ وہ دعا کریں کہ خداوند عالم مجھے اپنی بارگاہ میں قبول کر لے۔"

امام امت اپنے اخروی سفر کے لئے آمادہ ہیں اور ان کی آنکھوں سے غیر معمولی نور جھلک رہا ہے۔ وصال کے لمحات بہت قریب ہیں اور ان پر غیر معمولی سکون و اطمینان طاری ہے کہ فضا میں یہ ملکوتی آواز گونجنے لگتی ہے۔ "یا ایتها النفس المطمئنة.. مرضیه۔" یہ ۱۳؍ خرداد کی رات ہے اور دس بجکر بیس منٹ ہو چکے ہیں۔ اچانک ایسا لگا جیسے زمانہ اپنی جگہ ٹھہر گیا ہو۔ جی

ہاں اس رات عاشقوں کے قافلے پر فراق وجدائی کا سایہ پھیل جاتا ہے کیونکہ ان کا قافلہ سالار ابدی نیند میں ڈوب چکا ہے اور ملت ایران ایسے غم سے دوچار ہو جاتی ہے جس کا احساس قیامت تک باقی رہے گا۔

تہران آ گئے تاکہ اپنے امام کو الوداع کہہ سکیں۔

آخر کار غیر معمولی رنج وغم اور سوگ والم کے ماحول میں امام خمینیؒ کے جسد خاکی کو سپرد خاک کر دیا گیا اور امت اسلامیہ عالم اپنے قائد عدیم المثال عظیم مصیبت پر لگاتار آنسو بہا رہی تھی۔ اس دن وہ خورشید غروب ہوا جس کے طلوع ہوتے ہی ملت ایران کی زندگی میں نور وہدایت کے ہزاروں چشمے ابلنے لگے تھے۔ اس دن اس ملکوتی روح نے پرواز کیا

ایران ایک ایسی آنکھ میں تبدیل ہو چکا تھا
جو اس عظیم مصیبت پر لگاتار آنسو بہا رہی تھی۔
اس دن وہ خورشید غروب ہوا
جس کے طلوع ہوتے ہی ملت ایران کی زندگی میں
نور وہدایت کے ہزاروں چشمے ابلنے لگے تھے۔

راہ حسینؑ اور مقصد بھی مقصد حسینؑ۔ اگرچہ دور حاضر کے یزیدیوں نے متعدد بار اس مرد عظیم کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں منہ کی کھانی پڑی کیونکہ حسینی تحریک کے اس سیلاب کو سازشوں کے ذریعہ ہرگز نہیں روکا جاسکتا تھا۔

۱۴ خرداد کی صبح کو امت اسلامیہ عالم کو یہ خبر ملتی ہے کہ امام خمینیؒ سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔ ملک میں چالیس روز کے عوامی سوگ اور چھ روز کی تعطیل کا اعلان ہو جاتا ہے۔ پورا ایران سیاہ پوش نظر آنے لگتا ہے اور فضا میں گریہ وزاری کی آواز گونجنے لگتی ہے اور ایران کے ہر گوشے میں نوحہ وماتم کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ ہاں کیوں نہ ہو' فرزند حسینؑ کا ماتم ہے اور ایرانی عوام کے لئے یقیناً یہ ایک ناقابل تحمل حادثہ ہے پورے ملک سے تقریباً ایک کروڑ دس لاکھ لوگ کے جسمانی وجود سے محروم ہو گئی۔ اس موقع پر قائد انقلاب اسلامی آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"۱۴ خرداد جیسا کوئی دوسرا دن نہیں تھا کیونکہ اس دن امت اسلامیہ پر رنج ومصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے لوگوں پر غم واندوہ کے تازیانے برس رہے ہوں۔ ایران ایک ایسے قلب کی مانند تھا جو یاس وحسرت اور رنج وغم میں ڈوب گیا ہو۔ ایران ایک ایسی آنکھ میں تبدیل ہو چکا تھا جو اس جس کی الٰہی روح نے ملت ایران کے نیم مردہ جسم میں نئی روح پھونک دی تھی اور وہ آواز خاموش ہو گئی جس کی آواز کی گرمی نے دنیائے اسلام پر چھائی ہوئی سردی اور افسردگی کو دور کر دیا تھا اور وہ لب خاموش ہو گئے جو آیات الٰہی کی تلاوت کرتے ہوئے مسلمانان عالم کو عزت وعظمت اسلامی کی طرف مدعو کر رہے تھے اور یاس وحسرت اور مایوسی وناامیدی کو مسلمانوں تک رسائی نہیں حاصل کرنے دیتے تھے۔"